تربیت کے لیے کمپیوٹر سینٹر کا قیام

Creation Of A Computer Centre For Training

کم دام یعنی چند لاکھ روپے میں کمپیوٹر ٹریننگ کے لیے ایک مرکز قائم کرنا صدر دفتر سے لے کر کالج تک تمام متعلقہ افراد کے لیے حیرت کا مقام تھا۔ کسی نے یہ اُمید نہیں کی تھی، کیونکہ اُن دنوں کمپیوٹر سینٹر قائم کرنے کی قیمت کئی لاکھ روپے ہوا کرتی تھی، جب کہ صرف تعمیراتی کام کی لاگت ہی ۵۰ لاکھ روپے سے زیادہ ہوتی تھی۔

کیس کا پس منظر

یہ ۱۹۸۴ کا سال تھا۔ کمپیوٹرز کا استعمال صرف بڑی کاروباری تنظیموں اور نمایاں تعلیمی اداروں تک محدود تھا۔ عموماً ان کے پاس مین فریم کمپیوٹر ہوتے تھے، جبکہ چھوٹے کمپیوٹرز کا استعمال بھی شروع ہو چکا تھا۔ انڈین بینک ایسوسی ایشن نے بینکوں میں کمپیوٹر متعارف کرانے کے لیے مختلف اسٹاف یونینز کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا۔ صدر دفتر نے بینک کے اعلیٰ اسٹاف کالج کے پرنسپل کو ایک خط بھیجا جس میں کہا گیا کہ وہ کمپیوٹر ٹریننگ کے لیے ایک عملی منصوبہ تیار کریں اور تجویز پیش کریں تاکہ افسران اور دیگر عملہ کمپیوٹرز کے استعمال کے قابل ہو سکے جب بینک میں انہیں متعارف کرایا جائے۔

پرنسپل نے مسٹر ویشمپاین کو اس خط کا جواب تیار کرنے کے لیے کہا، کیونکہ کالج میں کسی اور کو کمپیوٹرز کے بارے میں علم نہیں تھا۔ پرنسپل نے انہیں اس لیے منتخب کیا کیونکہ وہ بینک کے اسٹاف کالج میں آنے سے پہلے ایک بڑی انجینئرنگ کمپنی میں کام کر چکے تھے، جہاں انہوں نے کمرشل ڈیپارٹمنٹ کے لیے کمپیوٹر پروگرام (سافٹ ویئر) تیار کیے تھے اور ایک تحقیقی مقالہ بھی لکھا تھا جو ملک کے ایک معروف مینجمنٹ جرنل میں شائع ہوئی تھی۔

مسٹر ویشمپاین کو بینک کے اعلیٰ کالج میں چھ دیگر افراد کے ساتھ سینئر فیکلٹی ممبر کے طور پر مقرر کیا گیا تھا، جن کا بینکنگ کے میدان سے کوئی تعلق نہیں تھا، تاکہ وہ نئے خیالات لے کر آئیں اور ایک تبدیلی کے محرک (change agent) کے طور پر کام کریں، اور اسٹاف کالج کو محض پروبیشنری افسران کی تربیت دینے والے ادارے سے ایک اعلیٰ سطح کے ایگزیکٹو کالج میں تبدیل کریں (جہاں عموماً ۱۵ سے ۲۰ سال یا اس سے زیادہ تجربہ رکھنے والے افسران تربیت حاصل کر رہے تھے)۔ انہوں نے کئی نئے پروگرامز منعقد اور ان کی منصوبہ بندی کرنی شروع کی تھی جیسے "آرگنائزیشن اینڈ میتھڈز"، "مینجمنٹ انفارمیشن سسٹمز"، اور "تنظیمی تبدیلی کا انتظام"، جو اس سے پہلے کوئی اور فیکلٹی ممبر نہیں کر پایا تھا۔ ۱۹۶۹ میں قومی کیے گے کمرشل بینکوں میں دوسرے نمبر پر تھا۔ تقریباً ۱۱۰۰ ایگزیکٹوز چیف مینیجر یا ریجنل مینیجر کی سطح پر اور تقریباً ۳۰۰ سینئر مینیجر کی سطح پر تھے۔ مسٹر ویشمپاین نے پہلی بار بینک میں ایگزیکٹوز کے لیے دو ہفتوں پر مشتمل ایک خاص نوعیت کا جنرل مینجمنٹ پروگرام بھی شروع کیا۔ اس پروگرام کے

ڈیزائن میں کمپیوٹر اپریسی ایشن کا تین گھنٹے کا ماڈیول بھی شامل تھا، جس پر سابقہ پرنسپل نے انہیں ڈانٹا اور کہا: ''تم نے بینک میں کمپیوٹرز کا لفظ استعمال کرنے کی ہمت کیسے کی؟'' اُس وقت کے حالات اور پرنسپل کے قانونی، پرسنل مینجمنٹ اور صنعتی تعلقات کے پس منظر کو دیکھا جائے تو یہ ردعمل غیر متوقع نہیں تھا۔ تاہم مسٹر ویشمپاین اس بات سے غمگین ہوئے کیونکہ تعریف کی بجائے انہیں ڈانٹ سننی پڑی۔

مسٹر ویشمپاین، جن کا تعلیمی میدان الیکٹریکل اور مکینیکل انجینئرنگ، کاسٹ اکاؤنٹنگ اور مینجمنٹ تھا، ایک ہمہ جہت دلچسپی رکھنے والے شخص تھے، جو ہمیشہ تجسس اور نئے طریقوں سے کام کرنے کے شوقین رہتے تھے۔ ایک دن وہ کالج کے الیکٹریشن کے ساتھ ایک کمرے میں داخل ہوئے اور پوچھا کہ وہاں دو لمبے سیمنٹ کے بنے ہوئے پلیٹ فارم کیوں ہیں جبکہ ایک پر ہی مشین نصب ہے۔ الیکٹریشن نے جواب دیا کہ یہ مشین سنٹرلائزڈ ایئر کنڈیشننگ کا کمپریسر ہے، جسے مستقبل میں ضرورت کے مطابق مزید ایک کمپریسر لگا کر بڑھایا جاسکتا ہے. جب پوچھا گیا کہ اس کام پر کتنا خرچ آئے گا تو دانا الیکٹریشن نے جواب دیا کہ اس پر تقریباً ۲ لاکھ روپے خرچ ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح ایک دن وہ تہہ خانے کے ایک اور کمرے میں داخل ہوئے، وہ حیران تھے کہ جھاڑو دینے والا کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ وہاں جا کر انہوں نے دیکھا کہ تقریباً ۳۰ سے ۶۰ فٹ کا ایک بڑا ہال ہے جس میں صفائی کرنے والا کچرا، پرانا کاغذ اور ٹوٹا ہوا فرنیچر رکھنے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ یہ علاقہ شہر کا پوش علاقہ تھا (جو ہندوستان کے ایک اے کلاس شہر میں واقع تھا)، جہاں کرایہ تقریباً ۱۰ روپے فی مربع فٹ تھا۔ مسٹر ویشمپاین نے حیران ہو کر سوچا: ''یہ اتنا بڑا ہال، جس کا ماہانہ کرایہ تقریباً ۱۸۰۰۰ روپے بنتا ہے پرنسپل کی تنخواہ سے چار گنا زیادہ ہے، یہ صرف کچرا رکھنے کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔''

جواب

ابتدا میں مسٹر ویشمپاین نے اس کام سے بچنے کی کوشش کی، کیونکہ وہ کمپیوٹرائزیشن کے معاملے پر پہلے ہی مایوس اور ناراض تھے، خاص طور پر اس لیے کہ یہ خط پرسنل دفتر سے آیا تھا، جس کے سربراہ وہی سابق پرنسپل تھے جنہوں نے ایک سال پہلے انہیں ایگزیکٹو پروگرام میں ''کمپیوٹرز'' کا لفظ استعمال کرنے پر ڈانٹا تھا۔ لیکن وہ آخر کار جواب لکھنے پر تیار ہو گئے، کیونکہ وہ انکار بھی نہیں کر سکتے تھے۔ نئے پرنسپل ایک اچھے انسان تھے، جنہوں نے کبھی ان کے ساتھ برا سلوک نہیں کیا اور ہمیشہ تحقیق جیسے کاموں میں ان کی حوصلہ افزائی کی۔

تجویز

اپنے جواب میں مسٹر ویشمپاین نے کمپیوٹر ٹریننگ کے لیے ایک تفصیلی منصوبہ تیار کیا۔ اس میں کچھ حد تک ان کے دل کی کھٹاس

بھی شامل تھی اور کچھ وہ تمام خیالات بھی تھے جو وہ سوچ سکتے تھے۔ مختصراً اس تجویز میں درج ذیل نکات شامل تھے:

۱. ہارڈ ویئر مینٹیننس ٹریننگ:

ان افراد کے لیے جو بینک کے مختلف کمپیوٹر سینٹرز میں کام کریں گے، جو ممکنہ طور پر مقامی/زونل دفاتر اور صدر آفس میں قائم کیے جانے والے تھے۔ یہ ٹریننگ کمپیوٹر فراہم کرنے والی کمپنیوں یا مینٹیننس ایجنسیوں کے ذریعے دیے جائے گے۔

۲. سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ ٹریننگ:

ان افراد کے لیے جو بینک کے مختلف کاموں کے لیے سافٹ ویئر تیار کریں گے۔ یہ ٹریننگ ٹی سی ایس جیسی کمپنیوں اور آئی آئی ٹیز، آئی آئی ایمز جیسے تعلیمی اداروں کے ذریعے دی جائے گی۔

۳. صارفین کے لیے ٹریننگ

(ا) یہ زونل اور ریجنل دفاتر کے ایگزیکٹوز/افسران (جہاں کمپیوٹر نصب ہوں گے) کے لیے ہونگے، تاکہ وہ کمپیوٹر کے استعمال سے واقف ہو جائیں اور تیزی سے بہتر فیصلے کرنے کے لیے کمپیوٹر استعمال کر سکیں۔ ریجنل/زونل دفاتر، صدر دفتر کے مختلف شعبوں کے تمام ایگزیکٹوز اور ان کے ماتحت کام کرنے والے دو افسران کو یہ ٹریننگ دی جائے گی۔

(ب) ہر شاخ کے ایک یا دو افسران/ملازمین کے لیے، جو باقاعدگی سے یا ضرورت کے مطابق معلومات ریجنل اور اعلیٰ دفاتر کو بھیجتے ہیں۔ اگر انھیں کمپیوٹر کے استعمال کی علمیت نہ ہو تو معلومات درست فارمیٹ میں بھیجنے میں غلطیاں ہو سکتی ہیں، اس لیے انہیں باقاعدہ تربیت دی جائے گی تاکہ مواد درست طریقے سے تیار ہو سکے۔

اوپر والی شق ۳ (ب) کے لیے یہ تجویز دی گئی تھی کہ آدھے دن کی تربیت رکھی جائے۔ یہ تربیت بینک کے ۱۲ ریجنل ٹریننگ سینٹرز میں فیکلٹی ممبران دیں گے۔ ان فیکلٹی ممبران کو پہلے ایپکس کالج میں تربیت دی جائے گی اور انہیں ضروری سامان بھی دیا جائے گا۔

شق ۳ (الف) کے مطابق تقریباً ۱۲۰۰ لوگوں کو تین دن کی عملی تربیت دینا ضروری تھا تاکہ وہ اپنے دفتر میں اعتماد کے ساتھ کمپیوٹر استعمال کر سکیں۔ ایک ابھرتے ہوئے مینجمنٹ ادارہ تین دن کا کمپیوٹر کورس کراتا تھا، جس کی فیس ۳۰۰ روپے فی آدمی تھی۔ اس حساب سے اگر ۱۰۰ لوگوں کو تربیت دی جائے تو تقریباً ۳۵ لاکھ روپے خرچ ہوتے۔ مزید یہ کہ ادارہ سال میں صرف ایک یا دو کورس کراتا تھا، جس میں تقریباً ۲۰ لوگ شامل ہوتے تھے (اُن دنوں ممتاز مینجمنٹ اداروں میں اسپانسرڈ تربیت عام نہیں تھی)۔

اس طرح ۱۲۰۰ لوگوں کو تربیت دینے میں ۷ سے ۱۰ سال لگ جاتے تھے۔ اور کوئی دوسرا آسان طریقہ بھی نہیں تھا جو سب لوگوں

کی تربیت کر پاتا۔ اسی لیے یہ رائے دی گئی کہ ایپکس کالج میں ۲۰ لوگوں کے لیے ایک کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر بنایا جائے، جس کی لاگت تقریباً ۶ لاکھ روپے ہوگی۔ اس کے لیے کالج کے دو یا تین اساتذہ کو تربیت دی جائے گی۔ مسٹر ویشمپاین نے خود اس کام کو شروع کرنے کی پیشکش کی، ایک اور استاد نے بھی ساتھ دینے کی بات کی۔

صدر دفتر کا ردِ عمل

صدر دفتر کو یہ منصوبہ پسند آیا، لیکن انہیں دو باتوں پر شک تھا۔ ایک یہ کہ پیسے کم بتائے گئے، ان کے خیال میں اس پر کم از کم ایک کروڑ روپے خرچ ہوں گے، جس سے منصوبہ مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے انہوں نے وضاحت مانگی۔ مسٹر ویشمپاین بھی ضد میں آ گے اور انھوں نے صدر سے کہا کہ لاگت کا اندازہ درست ہے۔ صدر دفتر نے پوچھا کہ بغیر تعمیراتی اور بجلی کے خرچ کے یہ سینٹر کیسے بنے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ تفصیل بتائیں گے، لیکن پہلے ہیڈ آفس اصولی طور پر اس کی اجازت دے۔ کچھ مہینوں بعد صدر دفتر نے اجازت دے دی اور دو افسران کو تفصیل لینے کے لیے بھیجا۔

مسٹر ویشمپاین نے بہت اچھے نکتے بیان کئے، جیسے کہ کمپیوٹر سینٹر لائبریری میں کیسے بنایا جائے گا، اور زیادہ خرچ نہیں ہوگا، صرف کمپیوٹرز خریدنے ہوں گے (۱۰ پی سی ایکس ٹی ایس کمپیوٹرز جو ہندوستان کے بازاروں میں آ چکے تھے)۔ کتب خانے کو تہہ خانے کے ایک بڑے خالی ہال میں منتقل کیا جائے گا (جو کتب خانے سے بڑا تھا تقریباً دوگنا) وہاں ایئر کنڈیشننگ کا کام کیا جائے گا اور ایک اور کمپریسر لگایا جائے گا۔ لائبریرین کو بھی اس بات پر راضی کر لیا گیا، کیونکہ وہ پہلے ہی خراب ایئر کنڈیشننگ سے پریشان تھے۔

ہیڈ آفس کی منظوری

صدر آفس کے لوگ یہ کم خرچے کا حل دیکھ کر بہت خوش ہوئے، کیونکہ اس میں پہلے سے موجود خالی جگہ استعمال ہو رہی تھی۔ پہلے اس جگہ کو پارکنگ کے لیے استعمال کرنے کا سوچا گیا تھا، لیکن کچھ مسائل کی وجہ سے ایسا نہیں ہو سکا۔ بعد میں چونکہ اس کی بنیاد بنی ہوئی تھی، اس لیے اسے ڈھانپ کر کمرہ بنا دیا گیا تھا۔

صدر دفتر نے فوراً اس منصوبے کو منظور کر لیا، اور اس طرح بینکنگ کے شعبے میں پہلا کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر بن گیا۔ بعد میں مسٹر ویشمپاین کو صدر دفتر کی کمپیوٹرائزیشن کمیٹی میں بھی شامل کیا گیا۔ کچھ سال بعد کالج نے دوسرے بینکوں کے افسران کو بھی ٹریننگ دینا شروع کر دی، جس سے آمدنی بھی ہونے لگی۔

کچھ اساتذہ کا خیال تھا کہ مسٹر ویشمپاین نے چالاکی سے صدر دفتر کو قائل کیا۔ کچھ لوگوں نے اسے ایک اچھا کاروباری موقع سمجھا۔ ایک استاد جو پرسنل مینجمنٹ پڑھاتے تھے، اس کے خلاف تھے کیونکہ اس میں لیبر کے مسائل تھے، اگرچہ انھوں نے ہی

سب سے پہلے ٹائپنگ کی سہولیات کا استعمال کیا۔ بعد میں جب سسٹم ٹھیک ہو گیا اور سیکٹیرل عملہ بھی اسے استعمال کرنا سیکھ گیا، تو وہ خود بھی ٹائپنگ کے لیے اس کا استعمال کرنے لگے